ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

مولانا شریف اللہ ؒ کی تفسیر التبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کا تعارفی جائزہ

ABDUL HAFEEZ [1], DR.MAJID RASHID [2], NAEEMULLAH [3]

***ABSTRACT*:**

The Holy Qur'an is the only book that is available to us in the form of an orderly, organized, living and preserved scripture. Only the Holy Qur'an claims that it is a safe book. Not only its every letter and movement is safe, but also the ways of paying its words have come down to us with continuity and frequency with full health. Despite the fact that Allah Almighty has taken the responsibility of protecting the Holy Qur'an, scholars and commentators did not close their eyes to the need to protect it. With the revelation of the Holy Qur'an, its writing was arranged. Therefore, scholars and commentators have been created and they have explained meaning of every aspect and angle of the Holy Quran in a dignified manner in different languages of the world. In this regard, the efforts of Muhammad Sharifullah are also worth mentioning, especially his Tafseer (Tibyan Ul-Furqan Fi Tafseer Al- Quran). But it contains precise and valuable points. It is a masterpiece of literature and a fountain of knowledge. He is such a personality of Pakistan, especially in Province Punjab, who has solved the conflicts. He followed the Hanafi school of thought. He served the Qur'an and Hadith throughout his life with strong arguments and made them his cloak. In the following article, Tibyan Ul-Furqan Fi Tafseer Al- Quran and the introduction of Maulana Muhammad Sharifullah are described.

Keywords: *Quran, Hadith, Protection, Explained, Efforts, Precise, Precious, Conflicts, Critical, Tafsir.*

عربی زبان میں تفسیر قرآن کا لامتناہی سلسلہ اور تبیان!

قرآن کریم کے فہم و تدبر کی کوششیں زمانۂ قدیم سے شرح و بسط کے ساتھ جاری ہیں۔ اور ہر مفسر کی محدود مہارت ہوتی ہے، جس کے جوہر تفسیر میں بکھیر تا ہے، اور ایک خاص ذوق پنہاں ہوتا ہے، جس کا اندازہ ان کے موضوع سے ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مختلف زمانوں اور زبانوں میں سیکڑوں مکمل اور ہزاروں جزوی تفاسیر معرضِ وجود میں آئی ہیں۔ خاص طور سے عربی زبان ایسی قیمتی کتبِ تفسیر سے مالامال ہے کہ جس کے بارے میں یوں کہا بجا ہو سکتا ہے کہ اب عربی میں مزید لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر تفسیر ایک سے ایک ہوتی ہے۔ اور بے مثال بھی۔

چنانچہ بر صغیر ہند و پاک میں چودھریں صدی عیسوی کے اوائل میں عربی زبان میں لکھی جانے والی تفسیروں میں العارف باللہ محمد شریف اللہ (13-14ھ) کی تفسیر "التبیان الفرقان فی تفسیر القرآن" پورے قرآن مجید کی تشریح پر مشتمل تین جلدوں پر محیط عربی تفسیر متعدد پہلوؤں سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

نیز دنیا کی کئی زندہ زبانوں میں اس کے تراجم اور تفاسیر موجود ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس بحر ذخار و بحر بے کنار کا مسلسل کام جاری ہے۔ اردو زبان میں بہت سے خوش نصیب حضرات نے اس کے ترجمے اور تفاسیر کی سعادت حاصل کی ہے، یہ اس کتاب کا اعجاز ہے، کہ ہر صاحب قلم کا رنگ دوسرے سے جدا اور ممتاز ہے لیکن نکتے اور معانی ایسے ہیں کہ چلے آتے ہیں اور شوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

ان تفاسیر میں سے ایک التبیان الفرقان فی تفسیر القرآن بھی ہے جو ایک جامع اور مختصر تفسیر ہے، یہ احادیث طیبہ اور اقوال صحابہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ مصنف موصوف نے اپنی تفسیر میں غیر ضروری ابحاث سے حتی الامکان پرہیز کیا ہے۔ یہ تفسیر معاشرتی پہلوں کے علاوہ بے شمار خوبیوں کی حامل کتاب ہے اکثر احادیث کو مصنف موصوف نے عربی متن کے ساتھ لکھا ہے۔

قاری اس تفسیر کے مطالعہ سے نہ صرف احادیث اور روایات کے وافر ذخیرہ سے مستفیض ہوتا ہے بلکہ اسے فقہ و سیرت کی بھی وسیع اور مستند معلومات ملتی ہیں اس تفسیر میں واقعات اور احکام کے رموز و اسرار بھی عمدہ طریقے سے بیان کیے گئے ہیں۔ بلاشبہ یہ تفسیر ایک درویش صفت مصنف کا پوشیدہ علمی خزانہ ہے۔ اور اس کے روشن علوم و فنون کا عکس ہے۔

---

[1] MS, Islamiat, Institute of Humanities and Social Sciences, Khuwaja Fareed University of Engineering and Information Technology Rahim Yar Khan.

[2] Faculty of Natural, Health Humanities & Social Sciences Khuwaja Fareed University of Engineering and Information Technology Rahim Yar Khan.

[3] MS, Applied Linguistic Scholar at Iqra University Karachi.

مولانا شریف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ محمد شریف اللہ بن عبد الرحیم ددھیالی و ننھیالی خاندانی حسب و نسب کو محیط تھے، ددھیال اعتبار سے علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے، تو ننھیال کی طرف سے بھی ولایتی خاندان کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے۔ آپ نے جنوبی پنجاب کے ضلع رحیم یار خان کے مضافات میں واقع بستی "مولیانوی" میں زندگی کی پہلی آنکھ کھولی، آپ بچپن سے ہی غیر معمولی حافظے کا مالک تھے،، چنانچنہ آپ نے حافظ محمد مٹھا صاحب کے پاس حفظ قرآن کی تکمیل کی، اور قاری پانی پتی فتح محمد صاحب بھی مدرسہ میں دورہ تجوید القرآن کے لیے تشریف لے آتے تھے، تو ان سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا ہے۔ حفظ کے بعد قرآن و سنت کی تعلیم اور کتب اپنے والد گرامی سے پڑھی۔ البتہ علم میراث کے بعض اسباق کی تعلیم کے لیے والد گرامی کے حکم سے انھی کے استاد عبد الرزاق بجوی کے پاس گئے تھے۔ اور تدریس کے درمیان تفسیری مہارت میں پختگی اور شوق نے انہیں دو دورہ تفسیر پر ابھارا، ایک مرتبہ احمد علی لاہوری کے پاس، دوسری مرتبہ حافظ الحدیث عبد اللہ درخواستی رحمھم اللہ کے پاس شوق کی تکمیل فرمائی۔ آپ کو تدریس سے بڑی دلچسپی تھی، کہ بیماری کے بعد بھی سبق میں ناغہ نہیں کرتے تھے۔ حتی کہ آخری دو سال شدید علیل اور عدیم البصری ہونے کے باوجود تدریس کے اہتمام کو ترک کرنے کو گوارہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرماتے تھے کہ جب چلنا پھرنا دشوار ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ وقت سبق کا ہو تو سب کچھ ہیچ محسوس ہوتا ہے، اور ہشاشیت لوٹ آتی ہے۔ تدریس میری شفا ہے۔ اور بخاری شریف تو میری شفا ہے۔

اندازِ تدریس باکمال تھا کہ سبق کو گھول کر اور معلق اور مشکل مقامات و ابحاث کی سادہ، عام فہم امتیازی تشریح کے ذریعے طلبہ کے سامنے پیش فرماتے تھے۔ دلی شغف کتاب و سنت پر آ رکا، آپ کی مہارت کا اندازہ آپ کی کتب سے لگایا جا سکتا ہے، کہ تفسیر میں طرز یہ تھا کہ لمبی لمبی تشریح پر مشتمل آیات کی چند لفظوں میں یوں فرماتے کہ جس سے مطلب واضح اور سامعین کے دلوں پر پیوست ہو جائے۔ اور حضرت کو علم میراث سے بھی بڑی مناسبت تھی کہ حضرت نے اس علم پر "تعلیم الفرائض" نامی کتاب بھی ترتیب دی ہے، جس سے تبحر میراث کا معاملہ دکھائی دیتا ہے۔ درسی تعلیم سے فراغت کے بعد والد گرامی کے سائے تلے تدریس کے منصب فرائض کو سنبھالا، حضرت طلبہ پر بے حد مہربان تھے، ان کے قیام و طعام کا خوب خیال فرماتے تھے، طلبہ کی راحت اور خوشی میں ان کی خوشی مضمر ہوتی تھی، حتی کہ ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ حضرت مجھے ہی بہت چاہتے ہیں، اور مجھ ہی سے محبت فرماتے ہیں۔ آپ حضرت کو جہاں علم ظاہر حاصل تھا، اسی طرح علم باطن بھی، علم ظاہر کی تکمیل کے بعد باطنی نسبتوں اور باطنی علوم کے لیے سندھ کے روحانی بزرگ، ولی کامل حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، اور ان سے مریدانہ تلمذ قائم فرمایا۔ آپ کا شمار شیخ حماد اللہ کے اجل خلفاء میں سے ہے۔ آپ کا انتقال 28 رجب، 1431ھ، بروز ہفتہ بوقتِ عصر کا "الہ الا اللہ، لا اشرک بک شیئا" کا ورد کرتے ہوئے شدید تکلیف اور بے ہوشی کی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کا تعارف و خصوصیات

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کے منہج و اسلوب کا مختصر سا جائزہ!

چنانچہ برصغیر ہندو پاک میں چودھریں صدی عیسوی کے اوائل میں عربی زبان میں لکھی جانے والی تفسیروں میں العارف باللہ محمد شریف اللہ (13-14ھ) کی تفسیر "التبیان الفرقان فی تفسیر القرآن" متعدد پہلوؤں سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب پورے قرآن مجید کی تشریح پر مشتمل تین جلدوں پر محیط عربی تفسیر ہے۔ جلدوں میں پاروں کی تربیت یوں ہے کہ پہلی جلد سورہ فاتحہ تا سورہ توبہ، دوسری جلد سورہ توبہ تا سورہ عنکبوت، جبکہ تیسری جلد سورہ روم تا سورہ الناس پر مشتمل ہیں۔ اور ہر مفسر کا ایک خاص ذوق ہوتا ہے، جس کے تحت پوری تفسیر دائر ہوتی ہے، چنانچہ تبیان الفرقان کے مفسر رحمہ اللہ کا اس تفسیر میں زیادہ تر ذوق اور رجحان جمع اقوالِ ائمہ اور جمعِ منتخبہ تفاسیر سے عمدہ فرائد کو یکجا کرنے کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ مقدمہ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ؛ **فأودعتُ فيها الفرائد التي التقطتها من عمدة كتب التفاسير أعني تفسيرا لمحمد جرير**۔ الخ

چنانچہ یہ تفسیر "تفسیر طبری، تفسیر دمشقی، تفسیر روح المعانی، تفسیر قرطبی، تفسیر زمخشری، تفسیر ابن حبان، تفسیر خازن، تفسیر مظہری، تفسیر یاقوت والمرجان" کے قیمتی موتیوں کا مجموعہ ہے۔ اور اقوال ائمہ کی طرف یوں روشنی ڈالتے ہیں کہ؛ وجل اعتمادی من ھذہ التفاسیر علی اقوال ائمۃ المفسرین اللذین ھم قدوۃ۔ الخ یعنی اس تفسیر میں کبار مفسرین صحابہ کرام میں سے حضرت عمر، علی، ابن عباس، ابن مسعود اور ابو ھریرہ، کعب بن امیہ محمد بن کعب، روی اللہ عنھم اور تابعین و دیگر ائمہ مفسرین میں سے مقاتل، عکرمہ، قتادہ، مجاہد، سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، ابو عالیہ، ربیع بن انس، ضحاک بن مزاحم، زید بن اسلم، ابن زید، نقاش، وھب بن منبہ، ابن جریج، ابن اسحاق، منھال بن عمر، ابن عطیہ، نحاس، ابن عرفہ، ابو حاتم، شعبی، طاؤس، ابو بکر بن عربی، زہری، جوہری، فراء، زجاج، جبائی، کسائی، مبرد، اخفش" کے امثال و اقوال کا ایک ایسا جریدہ ہے جس میں مختلف اقوال، لب لباب، مشکل مباحث کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کی تکمیل کی بابت مفسر صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ: « وكان غوصى فى هذ البحر المحيط فى النصف الآخير من الشوال سنة السادسة بعد الف و اربع مائة من هجرة »

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کی خصوصیات:

جمیع خصوصیات کا احاطہ تقریباً مشکل ہے، ناممکن سا عمل ہے، البتہ مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے اسمیں وہ جمیع اشیاء اختصاراً درج ہیں جو حل قرآن میں معاون و مددگار ہو سکتی ہیں۔

من جملہ ان خصوصیات میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1. ہر تفسیر کو اس کے حوالہ کے ساتھ بیان کرنا۔ مثلاً کنز العمال میں یوں ہے کہ۔ اور نوادر الاصول میں یوں۔
2. بیان تفسیر میں کثرتِ حدیث کا التزام۔
3. کتب تفاسیر مشہورہ کے عمدہ فرائد کو جمع کرنا۔
4. ائمہ مفسرین (صحابہ، تابعین، تبع تابعین وغیرہ) کے اقوال کو ذکر کرنا۔
5. مختلف اقوال میں سے احوط کی نشاندہی کرنا۔
6. ہر آیت کا مفہوم، قرآن مجید سمجھنے کی طرف ایک انوکھا، منفرد اور انقلابی اقدام

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

7. قرآن مجید کی ایک نئے انداز میں خدمت۔
8. قرآن مجید کی آیات کا الگ الگ خلاصہ اور عام فہم مفہوم بیان کیا گیا ہے۔
9. ربط بین السور والآیات۔
10. بین السطور بے شمار عنوانات۔
11. مشکل تراکیب کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ لغوی صرفی تحقیق بھی بیان کی گئی ہے۔
12. اگر کہیں عربی تفاسیر وغیرہ سے کوئی نکتہ یا تفصیل درج کی گئی ہے تو اس کا حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ طلباء اصل ماخذ سے بھی استفادہ کر سکیں۔
13. اختلافی مسائل میں اکابرین دیوبند کے منہج کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔
14. ایسے اجمال سے بھی پہلو تہی کی گئی ہے جو مقصد کے سمجھنے میں حائل ہو اور ایسی لمبی چوڑی تفاصیل سے بھی گریز کیا گیا ہے جو مقصود ہی نہیں ہیں۔
15. ظاہراً متعارض آیتوں کے مابین حل تعارض نہایت ہی اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔
16. ہر ذہنی سطح کے لئے قابل یکساں فہم اور منفرد اسلوب کا حامل ہے، جس میں بامحاورہ زبان کی سلاست وروانی ہے۔
17. ترجمہ ہونے کے باوجود تفسیری شان کا حامل ہے، آیات کے مفاہیم کی وضاحت جاننے کے لئے قاری کو تفسیری حوالوں سے بے نیاز کرتی ہے۔
18. یہ تاثیر آمیز بھی ہے اور عمل انگیز بھی۔
19. جبی کیفیت سے سرشار آداب الوہیت اور آداب بارگاہ رسالت ﷺ کا ایسا شاہکار ہے جس میں حفظ آداب و مراتب کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔
20. اعتقادی صحت اور ایمانی معارف کا مرقع ہے۔
21. روحانی حلاوت و قلبی تذکر کا مظہر ہے۔
22. کبار اہل علم کی تفسیری اور ادبی یکجہتی و ہم آہنگی۔
23. مختلف المزاج اہل علم کی علمی آراء سے ایک ساتھ استفادہ۔
24. مسلکی شخصیات کی تفسیری آراء پر تشطط کے بجائے سب سے دلیل کی بنیاد پر استفادہ کرنا۔
25. ترجمہ اور تفسیری مکالمہ کا رواج ڈالنا۔
26. تلاش حق کے لیے مختلف اہل علم کا سنجیدگی سے مطالعہ۔
27. دوسروں کی علمی گفتگو سننے اور پڑھنے کا حوصلہ پیدا ہونا۔
28. علمی فرقہ واریت اور مسلکی تعصب کا خاتمہ۔
29. عربی کے قدیم وجدید مترجمین ومفسرین کے علمی وادبی ذوق کا اندازہ ہونا۔
30. علمی وادبی وسعت ظرفی پیدا ہونا اور تنگ نظری و نفرت سے نکلنا۔
31. سہل و آسان، سادہ اور معیاری عربی زبان وادب کا بے نظیر شہکار۔
32. اس کے شروع میں علوم قرآنی کی بنیادی باتوں پر مشتمل ایک "مقدمہ"۔
33. ہر سورت کے پہلے تعارف کے عنوان سے "سورت کا مرکزی پیغام یا خلاصہ"۔
34. اس میں صرف قرآنی آیات کے "ترجمہ" میں بلکہ معنی و مفہوم کی مکمل "ترجمانی" کی کوشش کی گئی۔
35. تفسیری تشریحات میں عصر حاضر کی انسانی نفسیات کے مطابق "تفہیم قرآن"۔ اور معاشرتی پہلو پر مشتمل احادیث بھی ہیں۔
36. "جدید تعلیم یافتہ" اور "کم پڑھے لکھے" دونوں طرح کے طبقات کے لیے یکساں مفید۔

خلاصہء کلام:

آپ کی تفسیری کاوش صرف تفاسیر میں علمی اضافہ ہی نہیں بلکہ قرآنی ووحی کی تعلیمات کی روشنی میں دور حاضر کے امت کو درپیش مسائل وچیلینجز اور مطلوبہ رہنمائی کا مقابلہ کر کے حل پیش کرتی ہے۔

موضوع کا انتخاب وافادیت اور ضرورت!

"تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن" رحیم یار خان کے ایک ممتاز عالم دین شیخ شریف اللہ کی تصنیف ہے۔ تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن میں موجود احادیث کی تخریج و تحقیق اور معاشرتی پہلوؤں سورۃ البقرہ تک سب سے پہلے قلم تھامنے والا ہوں، جبکہ اس سے پہلے کسی مقالہ نگار نے تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کی سورت البقرہ میں موجود احادیث کی تحقیق، تخریج اور معاشرتی پہلوؤں کا جائزہ پیش نہیں کیا تو وقت اور ضرورت کی نزاکت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، علماء و

عوام دونوں کے یکساں بھلے اور افادیت کے لیے اور اس خلا کو پر کرنے اور تشنگی کو سیر ابی میں بدلنے کے لیے میں اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے سورت بقرہ تک تفسیر میں موجود احادیث کی تخریج وتحقیق ومعاشرتی پہلوؤں کا جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تفسیر مذکور میں موجود احادیث کی تحقیق وتخریج ومعاشرتی پہلوؤں کو اجاگر کر کے ان باسعادت لوگوں کی صف میں کھڑا ہوسکوں جن کا دل ودماغ قرآنی علوم کی رہنمائی کرتا ہے، اور ان تمام چیزوں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کر کے عوام الناس اور قارئین کو فائدہ پہنچا سکوں۔ ان تمام تروجوہات کو سامنے رکھ کر میں نے اپنے مقالے کے لئے اس موضوع کو منتخب کیا ہے۔

۔احادیث کی تحقیق وتخریج نہایت اہمیت کا حامل کام ہے۔

۲۔ احادیث کی تحقیق سے عوام الناس تک معیاری اور قابل بھروسہ بات پہنچے گی۔

۳۔لوگ افراط وتفریط سے بچ کر احادیث مبارکہ کو مشعل راہ بنائیں گے۔

۴۔ آپ علیہ السلام کی زندگی مبارک سے معاشرتی مسائل کا حل تلاش کرنے میں مدد ملے گی۔

التبیان الفرقان فی تفسیر القرآن میں موجود احادیث کی تحقیق وتخریج اور معاشرتی پہلو کے اعتبار سے جائزہ لینا ایک علمی اور اہمیت کا حامل کام ہے جس سے عوام الناس کی نہ صرف علمی پیاس بجھے گی بلکہ معاشرتی اعتبار سے بھی احادیث اور قرآن کی روشنی میں مفید اور وافر معلومات میسر ہوں گی۔ اتحاد بین المسلمین اور اسوہ رسول کی روشنی میں معاشرتی مسائل کا حل ملے گا ساتھ ساتھ احادیث وروایات کا مقام ومرتبہ بھی معلوم ہو گا۔ لہذا اس موضوع پر کام انتہائی اہمیت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ نہ صرف عوام الناس اور دینی علماو طلباء کے لیے ایک ضروری مضبوط علمی کام کی بنیاد واساس ثابت ہو گا بلکہ علمی تشنگی کو بھی سیر ابی بخشے گا۔

اس لیے ہم اس موضوع کی افادیت اور ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اس تحقیقی مقالہ میں "التبیان الفرقان فی تفسیر القرآن" موجود احادیث (سورۃ الفاتحۃ وسورۃ بقرۃ) کی تحقیق وتخریج اور معاشرتی پہلو کے اعتبار سے تجزیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حاصل مقالہ!

یہ مقالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول: یہ باب مفسر اور تفسیر کے بیان میں ہے، چنانچہ اس میں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں مفسر کی ذاتی تعارف، رہن سہن، نسب، تعلیم، اساتذہ، تصانیف، بیعت و خلافت، غرضیکہ عملی و عملی زندگی کو بیان کیا گیا ہے۔ اور جبکہ دوسری فصل میں تفسیر کا تعارف و خصوصیات کو احسن پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے۔

باب دوم:۔ اس باب میں سورۂ فاتحہ میں موجود (5) احادیث کی تخریج و تحقیق اور حدیث کے سماجی و معاشرتی پہلوں کو ہر حدیث کے ضمن میں درج کیا گیا ہے۔ مثلا ہر حدیث کے ذیل میں پانچ چیزوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

1. حدیث نمبر۔
2. حدیث کا موضوع و عنوان۔
3. ترجمہ۔
4. تخریج و تحقیق۔
5. معاشرتی فوائد۔

شروع میں حدیث نمبر لگایا جاتا ہے، پھر حدیث کے متعلق مناسب عنوان کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ پھر ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اور پھر تخریج و تحقیق میں حدیث کی کتب کی نشاندہی کی جاتی ہے جن میں موصوفہ حدیث کا تذکرہ ہوتا ہے۔ پھر اس تخریجی تحقیق کو حاشیہ میں رکھا جاتا ہے۔ اور آخر میں حدیث کا سماجی و معاشرتی پہلو بیان کیا جاتا ہے کہ اس حدیث سے سماج و معاشرت کے متعلق کونسے اصول اور کونسی رہنمائی پنہاں ہے۔ اس کو منقح کر کے امت کے سامنے لائی جاتی ہے۔

باب سوم: اس باب میں سورۂ بقرہ کی تقریبا (65)احادیث کی تخریج و تحقیق اور ہر حدیث کے ماتحت میں سماجی و معاشرتی پہلو کو سلیس انداز میں عام کیا گیا ہے۔ اسلوبِ تخریج و منہج سماجی پہلو درج بالا ہے۔ اسی انداز کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

بطورِ مثال مقالہ سے چند تحقیقی اقتباس!

ذیل میں چند تحقیق کے اقتباس پیش کیئے جارہے ہیں، تاکہ ہماری تحقیق کا اسلوب وانداز نمایاں ہوجائے۔ ملاحظہ فرمائیں!

حضورِ اقدس کا فاتحہ پر فخریہ ترجیح بیان کرنا

حدثنا حمد بن المعلى الدمشقي ثنا هشام بن عمار ثنا محمد بن شعيب بن شابور ثنا سعيد بن بشير عن قتادة عن ابي المليح عن واثلة بن الاسقع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطيت السبع الطول مكان التوراة واعطيت المثاني مكان الانجيل واعطيت المئين مكان الزبور وفضلت بالمفصل.

ترجمہ؛ احمد بن معلی دمشقی، ہشام بن عمار، محمد بن شعیب بن شابور، سعید بن بشیر، قتادۃ، ابو ملیح یہ سب سیدنا واثلہ بن اسقع سے روای "ت ہے کہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے توراۃ کی جگہ سات لمبی آیتوں والی سورت دی گئی ہے، اور انجیل کی جگہ مجھے مثانی عطا کی گئی ہے۔ زبور کی جگہ مئین، اور مفصل کی ذریعے مجھے فضیلت بخشی گئی ہے۔

تخریج وتحقیق؛ یہ روایت معجم الکبیر([1])اور تفسیر ثعلبی وغیرہ میں واثلۃ بن الأسقع کے طریق سے موجود ہے۔ اور اس کا درجہ ضعف کا ہے۔

معاشرتی فوائد؛ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلنے اپنی فضلیت بیان فرمائی ہے، اور سماجی فایدہ یہ ہے کہ اگر کوئی قابل فضیلت / تعریف خود اپنی حقیقی تعریف بیان کرنا چاہے تو سیرت کی عملی و سماجی نوعیت کے اعتبار سے خودی کو بیان کر سکتا ہے۔

ذاکرین بازی کے گئے:

حدثنا ابو عامر حدثنا علي يعني ابن المبارك عن يحيى يعني إبن أبي كثير عن ابن يعقوب قال سمعت أبا هريرة يقول: قال رسول الله ﷺ سبق المفردون قالوا يا رسول الله ومن المفردون قال الذين يهترون في ذكر الله.

ترجمہ؛ ابو عامر، علی، یحیی، ابن یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفرد لوگ بازی کے گئے۔ کہا گیا کہ مفرد لوگ کون ہیں۔؟ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے ذکر کے دلدادہ ہیں۔

تخریج وتحقیق؛ یہ روایت([2])مسند أحمد، صحیح مسلم، التقاسیم والأنواع، شعب الإیمان، مصابیح السنۃ، مستخرج أبي عوانۃ، المعجم الأوسط للطبراني، الدعوات الکبیر میں موجود ہے۔

معاشرتی فوائد؛ اس حدیث سے ہمارے لیئے سبق یہ ہے کہ دینی امور بنیں مسابقات کرانے چاہیئے۔ اس مسابقہ سے کام میں ہمت اور حوصلے بے دار ہوتا ہے۔

گمان کے مطابق فیصلے :

حدثنا قتيبة بن سعيد وزهير بن حرب واللفظ لقتيبة قالا حدثنا جرير عن الاعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ، يقول الله عز وجل أنا عند ظن عبدي بي وأنا معه حين يذكرني إن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وإن ذكرني في ملاء ذكرته في ملاء هم خير منهم وان تقرب مني شبرا تقربت اليه ذرعا وان تقرب إليَّ ذراعا تقربت منه باعا وان تاني يمشي أتيته هرولة.

ترجمہ: قتیبہ بن سعید، زہیر بن حرب، قتیبہ، جریر، اعمش یہ سب ابو صالح سے، وہ ابو ہریرہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ میں بندہ کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے تنہائی / جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے، تو میں بھی اس کی مجلس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بلاش قریب ہوتا ہے، تو میں اس کے ایک ذراع قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ذراع قریب ہوتا ہے تو میں اس کے اس کے دو ہاتھ کے فاصلے جتنا قریب ہو جاتا ہوں۔ ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا میں نے ابو صالح سے سنا اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آجاتا ہوں۔

تخریج وتحقیق؛ یہ روایت([3] صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن الترمذي، السنن الکبری میں موجود ہے۔

([1]) [رقم 187«المعجم الكبير للطبراني» (22/ 76)]، [«تفسير الثعلبي = الكشف والبيان عن تفسير القرآن ط دار التفسير» (20/ 11)

([2]) [«مسند أحمد» (14/ 45 ط الرسالة)]
[9332رقم «مسند أحمد» (15/ 192 ط الرسالة)]
[2676رقم«صحيح مسلم» (8/ 63 ط التركية)]
[437رقم«التقاسيم والأنواع» (1/ 343)]
[503رقم«شعب الإيمان» (1/ 389 ت زغلول)]
[1615 رقم«مصابيح السنة» (2/ 144)]
[«مستخرج أبي عوانة» (20/ 360 ط الجامعة الإسلامية)]
[2773رقم«المعجم الأوسط للطبراني» (3/ 155)]
[18رقم«الدعوات الكبير» (1/ 79)]

([3]) [2675رقم«صحيح مسلم» (4/ 2061 ت عبد الباقي)]
[3823رقم«سنن ابن ماجه» (4/ 723 ت الأرنؤوط)]
[3603 رقم «سنن الترمذي» (5/ 581 ت شاكر)]
[7683 رقم«السنن الكبرى - النسائي - ط الرسالة» (7/ 153)]

معاشرتی فوائد: اس حدیث میں اہم سبق اور اہم بات یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ نہیں کہا گیا کہ میں نیک گمان یا بد گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ بلکہ مطابق گمان کا ذکر ہے جس کا ہم سے مطالبہ یہ ہے کہ اچھا گمان رکھوگے تو اللہ اچھا فیصلہ کرے گا۔ اور اگر برا گمان رکھوگے تو برا فیصلہ طے ہوگا۔ اس لیئے ہر کام اچھے اور بظاہر برے کام میں اچھی نیت اور اچھا گمان رکھا جائے۔

تمنائے شہادت۔

حدثنا ابن ابي عمر قال حدثنا سفيان عن الاعمش عن عبد الله بن مرة عن مسروق عن عبد الله بن مسعود انه سئل عن قوله ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فقال اما انا قد سئلنا عن ذلك فاخبرنا ان ارواحهم في طير خضر تسرح في الجنة حيث شاءت وتاوي الى قناديل معلقة بالعرش فاطلع اليهم ربك اطلاعة فقال هل تستزيدون شيئا فازيدكم قالوا ربنا وما نستزيد ونحن في الجنة نسرح حيث شئنا ثم اطلع عليهم الثانية فقال هل تستزيدون شيئا فازيدكم فلما رأوا أنهم لا يتركون قالوا تعيد ارواحنا في جسادنا حتى نرجع الى الدنيا فنقتل في سبيلك مرة اخرى .

ترجمہ: ابن ابو عمر، سفیان، اعمش، عبد اللہ بن مرۃ، مسروق عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا اس آیت ولا تحسبن اللذین الخ کے بارے میں پوچھا گیا ہے پس ہم نے بھی یہ سوال کیا تھا، ہمیں بھی یہی بتایا گیا تھا کہ شہداء کی روحیں ایک سبز پرندے کی شکل اختیار کریں گی، جو کہاں چاہے جنت کی سیر کرتا رہے گا۔ اور عرش پر معلق چراغوں کی طرف چلا جائے۔ باری تعالیٰ انہیں باخبر کرے گا۔ اور فرمائے تاکہ اور کچھ چاہیئے تو میں دے دوں؟ جنتی عرض کریں گے کہ اے پروردگار کچھ نہیں چاہیے، بس جنت میں گھوم پھر رہے ہیں اپنی مرضی جہاں چاہیں یہ کافی ہے۔ دوبارہ ان کے سامنے اعلان ہوگا کہ اور کچھ چاہیئے؟ تاکہ میں۔ دے دوں۔۔؟ جب وہ لوگ دیکھیں گے کہ انہیں چھوڑا نہیں جارہا بار بار پوچھا جارہا ہے تو کہیں گے کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس کردی جائیں تاکہ ہم دنیا میں جائیں تیرے رستے میں دوبارہ شہید ہو جائیں۔

تخریج و تحقیق: یہ روایت([4]) سنن الترمذی میں موجود ہے۔

معاشرتی فوائد: اس حدیث میں ہمارے لیئے سبق یہ ہے دین کے کسی چھوٹے یا بڑے شعبہ کو کم وقعت نہیں سمجھنا چاہیے، اور نا ہی اپنے بیان بازیاں اور گمان بازیاں کسنی چاہیں، کیونکہ دین کا ہر عمل عند اللہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسے شہادت، شہادت ایک ایسی لذت ہے کہ جو چھکے بغیر اس کا ادراک ممکن نہیں۔ تو سبق یہ ہے دین کے بعض کام کو اس میں لگنے کے بغیر ان کا صحیح ادراک نہیں ہو پاتا، تو اس کے متعلق اپنے تبصرے نہیں کرنے چاہیئے۔

حوالہ جات

۱۔ سفینہ مدینہ شمسیہ کے مکین، (ناشر الجامعہ التفسیریہ شمس العلوم)، رحیم یار خان، ص:۲۔

۲۔ سفینہ مدینہ شمسیہ کے مکین، (ناشر الجامعہ التفسیریہ شمس العلوم)، رحیم یار خان، ص:۲۔

۳۔ مقدمہ، تفسیر الکوثری، (ناشر الجامعہ التفسیریہ شمس العلوم)، رحیم یار خان، ص:۲۔

۴۔ سفینہ مدینہ شمسیہ کے مکین، (ناشر الجامعہ التفسیریہ شمس العلوم)، رحیم یار خان، ص:۲۔

۵۔ مقدمہ، تفسیر الکوثری، (ناشر الجامعہ التفسیریہ شمس العلوم)، رحیم یار خان)، ص:۲۔

۶۔ مقدمہ، تفسیر الکوثری، (ناشر الجامعہ التفسیریہ شمس العلوم)، رحیم یار خان، ص:۲۔

۷۔ سفینہ مدینہ شمسیہ کے مکین، (ناشر الجامعہ التفسیریہ شمس العلوم)، رحیم یار خان، ص:۲۔

([4]) [«سنن الترمذي» (5/ 231 ت شاكر) رقم3011]